ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حرمت نکاح شغار

مع فتاویٰ علماء کرام عرب وعجم

مصنفہ

جناب مولانا عبدالقادر صاحب حصاری

جناب مولانا حافظ عبدالغفار صاحب سلفی نائب مفتی

مدرسہ دارالسلام وامام محمدی مسجد کراچی

ناشر مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی

فون ۳۶۰۸۹

رضیہ پریس کراچی

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حرمت نکاح شغار

مع فتاویٰ علماء کرام عرب وعجم

مصنفہ

جناب مولانا عبدالقادر صاحب حصاری

حسب فرمائش

جناب مولانا حافظ عبدالغفار صاحب سلفی نائب مفتی

مدرسہ دارالسلام وامام محمدی مسجد کراچی

ناشر مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی

فون ۳۶۰۸۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

فیصلہ شرعیہ

کہ (نکاح مبادلہ وٹہ مروجہ حرام ہے)

حضرات اہل اسلام! اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت وکفر میں جس طرح دیگر رسومات قبیحہ وعادات شنیعہ کا رواج عام تھا۔ اسی طرح نکاح جاہلیت کی بھی چند قسمیں مروج تھیں جن میں نکاح شغار خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جس کو ہمارے محاورے میں ادلا بدلی اور وٹہ نکاح کہا جاتا ہے جب پیغمبر خدا احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ملک عرب کی خصوصاً اور دیگر ممالک کی عموماً اصلاح فرمائی۔ اور تمام مفاسد اور فواحش اور برائیوں کا استیصال کیا۔ تو نکاح وٹہ کو بھی حرام قرار دے کر ملک عرب سے بالکل ختم کر دیا تھا۔ پھر عہد رسالت میں کبھی نکاح وٹہ نہ ہوا جب مسلمانوں میں فرقہ بندی اور شر و فساد

فتنے برپا ہوئے۔ اور اسلام پر انقلاب آیا۔ تو وہی رسومات جاہلیت دکفر عود کر آئیں۔ چنانچہ ایسا تغیر اور انقلاب پیدا ہوا کہ جاہلیت کی رسمیں عقائد و خیالات میں عبادات و معاملات میں داخل ہو کر مذہبی صورت اختیار کر گئیں۔ انہی میں سے ایک رسم جاہلیت نکاح بٹہ بھی ہے۔ جس کو اسلام نے حرام ٹھہرایا تھا۔ آج وہ بعض فرقوں اور قوموں میں مروج بالجملہ ہے۔ علماء ابنائر الزمان قوم پرست اور شرار العلماء اس کے جواز کا فتویٰ دے کر اس کی حرمت کو حلت اور ذلت کو عزت۔ اور بدعت کو سنت اور ضلالت کو ہدایت اور کفر کو اسلام اور شر و فساد کو امن و سکون قرار دے رہے ہیں۔ جو اسلام اور مسلمانوں پر صریح ظلم ہے۔ بنا بریں یہ رسالہ شائع کر کے واضح کیا جاتا ہے کہ نکاح بٹہ و تبادلہ شرعاً حرام ہے۔ اور اہل اسلام کا یہ مذہبی فرض ہے کہ اس نکاح حرام کا انسداد کریں نکاح بٹہ کی حرمت کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

نکاح بٹہ کی حُرمت کے دلائل

(۱) محلی ابن حزم جلد ۹ صفحہ ۱۱۸ میں حدیث ہے (بعرم نش)

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا شغار فی الاسلام یعنی حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں نکاح بٹہ جائز نہیں ہے (بلکہ زمانۂ جاہلیت کی پیدا وار ہے)

(۲) عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الشغار (حوالہ مذکورہ) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح بٹہ سے منع فرمایا۔

(۳) عمران بن حصین نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا شغار فی الاسلام کہ اسلام میں بٹہ نہیں ہے۔ یعنی اسلام میں نکاح بٹہ کا وجود نہیں ہے۔ یہ کفار کا پیدا کردہ ہے۔

(۴) عن ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم نھی عن الشغار کہ نبی کریم صلعم نے نکاح بٹہ کرنے سے روک دیا۔ آخری دونوں حدیثیں ترمذی وغیرہ میں ہیں اور حدیث لا شغار فی الاسلام صحیح مسلم میں بھی ہے۔

امام ترمذی حدیث شغار لکھ کر فرماتے ہیں کہ "والعمل علی

هذا عند عامۃ اهل العلم لا یرون نکاح الشغار" کہ عام اہلِ علم۔ صحابۂ کرام۔ تبع تابعین وغیرہ کا اسی حدیث پر عمل ہے ۔کہ وہ نکاح بٹہ جائز نہیں رکھتے۔ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ہے کہ" قال ابن عبد البر اجمع العلماء ان نکاح الشغار لا یجوز" کہ علماء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ نکاح بٹہ جائز نہیں ہے۔

(۴) عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ - قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ نکحت علی صداق او حباء او عدۃ قبل عصمۃ النکاح فھو لھا - وما کان بعد عصمۃ النکاح فھو لمن اعطیہ واحق ما اکرم الرجل علیہ ابنتہ او اختہ رواہ احمد والاربعۃ الا الترمذی - یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جونسی عورت مہر پر یا عطیہ پر یا کسی وعدہ پر نکاح کرے - تو یہ چیز اس عورت کی ہے - خواہ کوئی دوسرا اپنے لئے شرط کرے - بشرطیکہ وہ چیز اور شرط عقد نکاح سے پہلے دی جائے یا ذکر کی جائے اور جو عقد نکاح کے بعد ہو - وہ اس کا حق ہے جس کو

دیا گیا ہے۔ اور جس کو دیا گیا۔ وہ بُرا نہ سمجھے کیونکہ بہت اچھی چیز جس پر انسان کی عزت کی جاوے اس کی بیٹی یا بہن ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ عقد نکاح سے پہلے جو چیز دی جاتی ہے۔ یا کسی چیز کی شرط کی جاتی ہے۔ وہ عورت کا حق ہے۔ نکاح بٹہ میں لڑکی بدلہ لڑکی لینی دینی شرط کی۔ تو ایک لڑکی دُوسری لڑکی کا حق ہوا۔ اور وہ ایک دُوسری کا عوض ٹھہریں۔ لیکن یہ حق ان کو دیا نہیں جاتا۔ اور نہ آسکتا ہے۔ دُوسرے لے جاتے ہیں۔ اور وہ ادلا بدلی کر لیتے ہیں۔ یہی جاہلیت کا شغار تھا۔ جس کو حرام قرار دیا گیا۔ اب مہر ساتھ ہونے کی صورت میں لڑکی اور مہر ایک دُوسری کا عوض ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی حرام ہے۔ کیونکہ جب اکیلی لڑکی دُوسری لڑکی کا عوض بنانی حرام ہے۔ تو مہر کے ساتھ ایک دُوسری کا بدلہ ٹھہرانی بھی حرام ہے۔ وہ ایک دُوسری کا بدلہ ہونے میں تو یکساں ہیں فتدبروا یا اولی الابصار۔

(۶) فتاوی نذیریہ میں تخلیص الحبیر وغیرہ سے یہ حدیث

نقل کی ہے۔ کہ آنجناب صلعم نے فرمایا کہ لانکاح الا بولی مرشد وشاھدی عدل کہ نکاح بغیر خیر خواہ اور دو عادل گواہوں کے صحیح نہیں۔ اس حدیث سے ولی خیر خواہ کا ہونا شرط ثابت ہوا۔ نکاح بٹہ مروجہ میں ولی خیر خواہ لڑکی کا نہیں ہوتا۔ بلکہ لڑکے کا ہوتا ہے۔ جس کی خاطر لڑکی دیتا ہے لڑکی کو تکلیف ہو یا اس کو خاوند پسند ہو یا نہ ہو۔ خاوند بالغ ہو یا نابالغ ہو مر جائے یا زندہ رہے۔ لڑکی دوسری لڑکی کے عوض میں گرفتار رہے گی۔ بوڑھے شخص کے گھر رہے۔ یا دائم المریض کے نکاح میں رہے۔ یا نابالغ کے نکاح میں رہے بہر صورت لڑکی مجبوراً رہے گی اور ولی کو بددعا دیتی رہے گی کیونکہ اس نے لڑکی کی خیر خواہی کرتے ہوئے نکاح نہیں دیا۔ بلکہ اپنا اور اپنے لڑکے کا اُلو سیدھا کیا ہے۔

(۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کے بعد یہ تقریر بیان فرمائی کہ فما بال رجال یشترطون شروطا لیست فی کتاب اللہ ما کان من شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وان کان مائۃ

شرطٍ فقضاءُ اللہ احق وشرط اللہ اوثق (بخاری مسلم)

یعنی کیا حال ہے ان لوگوں کا جو اپنی طرف سے ایسی شرطیں باندھتے ہیں۔ جو کہ آپ اللہ (قرآن) میں نہیں ہیں جو ایسی شرط کہ کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ باطل ہے۔ اگرچہ وہ سنو شرط ہو۔

فیصلہ اور حکم الٰہی عمل کرنے کے لائق ہے۔ اور شرط اللہ تعالےٰ کی بہت مضبوط ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جو شرط قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ باطل ہے۔ لڑکی کے بدلہ میں لڑکی دینا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث سے یہ ظاہر ہے کہ یہ رسم کفار تھی۔ اسلام میں یہ چیز پائی نہیں گئی۔ جب یہ شرط باطل ہے تو نکاح بٹہ کرنا بھی باطل ہے۔ جو شخص اس شرط جاہلیت کو جائز کہے۔ وہ قرآن وحدیث سے یہ شرط ثابت کرے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ شرط تو بے شک باطل اور لغو ہے لیکن نکاح ہو جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شرط عقد سے خارج ہو۔ اس کے باطل ہونے سے تو عقد کے باطل ہونے میں اختلاف ہے لیکن جو صلب عقد میں شرط

داخل ہو۔ اس کے باطل ہونے سے عقد باطل ہو جاتا ہے
اس واسطے حضرت فاروق رضؓ کا فرمان کہ مقاطع الحقوق
عند الشروط کہ شرطوں کے قطع ہونے سے حقوق قطع
ہو جاتے ہیں۔ اور قاعدہ اذا فات الشرط فات المشروط کہ
شرط ٹوٹنے سے مشروط بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ پس بٹہ کے نکاح
میں جو لڑکی بدلہ لڑکی کے شرط ہے۔ یہ عین عقد میں شرط ہے
اور سب سے پہلے کرلی جاتی ہے۔ اور فریقین کو اس کی
پابندی ضرور ہی کرنی پڑتی ہے۔ اب اگر اس شرط کو پورا
کیا جائے گا۔ تو باطل پر عقد کا کرنا۔ اور باطل چیز کا عمل
میں لانا۔ لازم آیا۔ سو یہ حرام ہے۔ لہذا یہ حرام ہے اور اگر
پورا نہ کریں گے۔ یعنی ایک شخص اپنی لڑکی دیدے گا اور
دوسرا نہ دے گا۔ اور شرط باطل پر عمل نہ کرے گا۔ تو یہ ٹھیک
ہے اور نکاح صحیح ہے۔ اس سے بٹہ بھی خود ہی دفع ہو جائیگا
لیکن ایسا کم کرتے ہیں۔ اور جو کرتے ہیں۔ ان میں لڑائیاں
جھگڑے۔ مقدمے قائم ہو جاتے ہیں۔ اور اس نکاح کو کالعدم
سمجھتے ہیں۔ مشکوٰۃ میں حدیث ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج۔

(متفق علیہ) یعنی لایق ترین شرطوں کی کہ تم ان کو پورا کرو وہ شرطیں ہیں کہ جن کے ساتھ تم نے شرمگاہیں حلال کی ہیں۔

اس حدیث سے یہ ظاہر ہوا کہ جو شرطیں عقد میں داخل ہیں۔ اور ان پر عقد کا دارومدار ٹھہرایا گیا ہے۔ اور ان شرطوں کی وجہ سے عورت حوالہ کی گئی ہے۔ تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ ورنہ عورت حلال نہ ہوگی۔ اب بٹہ میں جو شرط لڑکی بدلہ لڑکی کے ہے۔ اور ایک لڑکی دے کر دوسری لڑکی حلال کی ہے۔ یہ حرام ہے کیونکہ فرج کے عوض فرج اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ بنتی ہے۔ یہی بے غیرتی اور بے حیائی جاہلیت میں تھی۔ جس کو اسلام نے حرام کیا۔ اور اگر شرط پوری نہ کی تو بٹہ خود ہی نہ رہے گا۔ بہرصورت بٹہ باطل ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ نکاح بٹہ حرام ہے۔ جس کی حرمت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ "وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا" کہ جو چیز دی تم کو رسول اللہ نے اس کو

پکڑ لو اور جس چیز سے منع کر دیا اس سے رک جاؤ۔ اسلئے
ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس مہلک مرض سے جس نے
ہماری اخلاقی اور اقتصادی حالت پر برا اثر ڈال رکھا ہے
خود بچے اور دوسرے لوگوں کو بچائے۔ کیونکہ خیر الامت
کا یہ وصف ہے کہ تامرون بالمعروف وتنھون عن
المنکر کہ نیکی کا تم حکم کرتے ہو اور برے کام سے روکتے
ہو۔ اس کام کا برا ہونا ظاہر ہوا۔ کہ یہ اسلام کی چیز
نہیں ہے کفر کی ہے۔

پھر مقام تعجب ہے کہ باوجود نکاح بٹہ کے حرام اور رسم
کفر ہونے کے آج کل اس کا رواج بہت ہو رہا ہے حتی
کہ بعض قوموں میں کوئی شادی بغیر نکاح بٹہ کے نہیں ہوتی
اور بعض نام نہاد مفتی اس کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔
اور اکثر نیم ملا اس نکاح کو پڑھ دیتے ہیں۔ اور عوام کالانعام
اور بعض خواص بدحواس اس کو یقیناً جائز سمجھتے ہیں حالانکہ
اسلام میں اس کے جائز ہونے کی دلیل نہیں ہے ہاں
محض لفظ شغار کے معنوں میں شبہات ڈال کر اور رائے
وقیاس سے کام لے کر جائز بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

لفظ شغار کی تعریف اور اس کے اقسام

حدیث شریف میں جس شغار کی اسلام میں نفی کی گئی ہے۔ اس سے مراد نکاح تبادلہ ہے۔ جس کو بٹہ کا نکاح کہتے ہیں۔ یعنی باہم ایک لڑکی کو دوسری لڑکی کے بدلہ میں دے کر نکاح کرنا۔ مثلاً ایک مرد دوسرے مرد سے یوں کہے کہ تیری لڑکی مجھے یا میرے لڑکے کو نکاح میں دیدے۔ میں تجھ کو یا تیرے لڑکے کو اپنی لڑکی کا نکاح دیدوں گا۔ یا یوں کہے کہ مجھے تیری بہن نکاح میں دیدے میں اپنی بہن تجھ کو نکاح میں دیدوں گا۔ حقیقت شغار کی صرف اتنی ہے کہ لڑکی عوض لڑکی کے شرط کرکے نکاح میں دینا ہو۔ خواہ وہ دختر ہو یا ہمشیرہ ہو۔ یا کوئی اور رشتہ دار لڑکی ہو۔ لیکن بدلہ میں دینا ایسا مشروط ہو کہ بغیر اس کے دوسرا نکاح ہو۔ اگر ہو تو اس کو معتبر تصور نہ کیا جائے۔

بس یہ نکاح بٹہ ہے۔ جو شرعاً حرام ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ جانبین سے نکاح میں مہر مقرر نہ کیا جائے اور صرف لڑکی عوض لڑکی نکاح میں دیجائے

دوسری یہ کہ لڑکی کے بدلے میں لڑکی لینی دینی شرط کی جاوے۔ اور نکاح کے وقت طرفین میں مہر بھی مقرر ہو۔ یہ دونوں قسمیں حرام ہیں۔ اور حدیث شریف لاشغار فی الاسلام اپنے اطلاق سے دونوں کو شامل ہے۔ اور دونوں کی نفی کرتی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حدیثوں میں ان دونوں کا ذکر ہے۔ اور ان کی حرمت ثابت ہے۔

عن نافع عن ابن عمرؓ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل ابنتہٗ علی ان یزوجہٗ الآخر ابنتہٗ ولیس بینھما صداق متفق علیہ واتفقا من وجہ آخر علی ان تفسیر الشغار من کلام نافع۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ نکاح بٹے سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا۔ اور بٹہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی دوسرے کو اس شرط پر بیاہ دے کہ وہ دوسرا اس کو اپنی بیٹی بیاہ دے۔ اور درمیان میں مہر نہ ہو۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے اور دونوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شغار کی تفسیر نافع کی کلام سے ہے۔

(بلوغ المرام) تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں ہے کہ
ابی بن کعب سے نو یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا شغار قالوا نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
الشغار قال انکاح المرأۃ بالمرأۃ لا صداق بینہما
قال الحافظ اسنادہ ضعیف۔ شغار جائز نہیں ہے۔
صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا رسول اللہ! شغار کیا چیز ہے؟ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ عورت کو عورت کے بارے میں نکاح کرنا
اور درمیان میں مہر نہ ہو۔ حافظ ابن حجرؒ فن حدیث کے
ناقد نے کہا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ جب
ضعیف ہے۔ تو قابلِ استدلال نہیں۔ کیونکہ حدیث
ضعیف حرام حلال کے احکام میں معتبر نہیں ہوتی۔ راویوں
نے جو شغار کی تفسیر میں مہر کی نفی کی ہے۔ یہ اس لیئے ہے
کہ جاہلیت میں اس کا وقوع اکثر ہوتا تھا۔ راویوں نے
اس کو ذکر کر دیا ہے۔

سو یہ شغار کی ایک صورت تھی۔ جو کثیر الوقوع تھی۔
لیکن اس سے یہ ثابت کرنا کہ اگر درمیان مہر ہو۔ تو جائز ہے
بالکل غلط ہے۔ مہر مقرر ہونے سے اس وقت نکاح جائز

ہو گا۔ جبکہ لڑکی بدلے لڑکی کے شرط نہ ہو۔ اور بغیر
شرط کے ایک شخص نے اپنی لڑکی دوسرے کو دیدی
اور دوسرے نے اپنی خوشی سے اپنی لڑکی اس کو دیدی
نہ زبان سے بٹہ لینا کیا اور نہ دل میں قصد اور ارادہ کیا۔ اور
ہر دو کا نکاح مہر کے عوض ہوا۔ جس طرح عام طور پر نکاح
عورتوں کے مہر کے عوض ہوتے۔ سو یہ جائز ہے۔ اور مہر
کی نفی کا یہ مطلب ہے کہ مہر کے عوض نکاح نہ ہو۔ مقصد لڑکی
بدلہ لڑکی ہو۔ سو بٹہ مروجہ کی حقیقت بھی یہی ہے کہ ایسا
مہر برائے نام مقرر ہوتا ہے۔ اور رواج کے طور پر باندھا
جاتا ہے۔ اصل مقصد لڑکی عوض لڑکی ہوتی ہے۔
زبان سے بھی یہی کہا جاتا ہے کہ لڑکی کے بٹہ میں لڑکی
دے دو۔ شرط بھی ایسی کی ہوئی ہے کہ اگر ایک نہ دے
تو دوسرا نہیں دیتا۔ اگر کسی ایک نے دھوکہ سے لے
لیا۔ اور خود دینے سے انکاری ہو گیا۔ تو دوسرا اپنی
لڑکی کو گھر بٹھائے گا۔ اور نکاح کالعدم سمجھا جائے گا
دنیا کا بڑا و بھی ایسے بٹہ کہہ رہا ہے۔ جس سے ثابت
[illegible] لڑکی [illegible] عوض [illegible] نہیں ہوا۔ لہذا اس لحاظ سے

بھی بٹہ مروجہ حرام ہوا۔ بس جو مہر کا بہانہ بنا کر اس بٹہ کو جائز کہتے ہیں۔ وہ اس صورت کی رو سے بھی سراسر غلطی پر ہیں۔ اگر مہر کو اس بٹہ مروجہ میں ملحوظ بھی رکھا جائے اور شرط لڑکی بدلہ لڑکی بھی ہو۔ تو یہ شغار کی دوسری قسم ہوگی۔ جو مندرجہ ذیل حدیث کی رُو سے حرام ہے اور شغار میں داخل ہے۔

(۲) محلّٰی ابن حزم اور ابو داؤد۔ مسند احمد میں یہ حدیث آئی ہے جو صحیح ہے۔

عن عبد الرحمٰن بن هرمز الاعرج ان العباس بن عبد الله بن عباس انكح عبد الرحمٰن بن الحكم ابنته وانكحه عبد الرحمٰن ابنته وكانا قد جعلا صداقا فكتب معاوية ابن ابي سفيان الى مروان بن الحكم يامره بالتفريق بينهما وقال فى كتابه هذا الشغار الذى نهى عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

یعنی عبد الرحمٰن بن ہرمز اعرج سے روایت ہے کہ عباس بن عبد اللہ بن عباس نے اپنی لڑکی کا نکاح عبد الرحمٰن بن حکم بن ابو العاص سے کر دیا اور عبد الرحمٰن نے اس کو اپنی لڑکی

کا نکاح دے دیا۔ اور دونوں نے مہر بھی مقرر کیا۔ پس امیر المومنین حضرت معاویہ رضؓ نے (جن کے عہدِ حکومت میں یہ نکاح مدینہ میں ہوا) مروان بن حکم کو (جو کہ مدینہ پر اس وقت حاکم تھے) یہ حکم لکھا (دارالحکومت ملک شام سے) کہ ان دونوں شخصوں کے نکاح میں تفریق کر دو۔ اور اپنے حکمنامہ میں یہ (وجہ) لکھی۔ کہ یہ وہی نکاح شغار ہے کہ جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ لڑکی، لڑکی کا بدلہ ہو۔ تو خواہ مہر مقرر ہو تب بھی شغار ہے۔ اس دلیل اور دلیل مذکورۂ بالا سے شغار کی دو قسمیں ظاہر ہو گئیں۔ اور دونوں کی حُرمت ثابت ہو گئی۔

شغار مروجہ کے مجوزین اس واقعہ نکاح کی جو یہ تاویل کرتے ہیں کہ عباس اور عبدالرحمٰن نے ان لڑکیوں کا نکاح بغیر مہر کے کیا تھا۔ اور مہر لڑکیوں کو ہی قرار دیا تھا۔ اور یہ وہی شغار جاہلیت تھی۔ اس لئے حرام کہا گیا تھا۔ سو یہ سراسر باطل ہے۔ یہ صحابہ کے زمانے کا واقعہ ہے اور مدینہ منورہ میں یہ نکاح ہوا ہے۔ جہاں صحابہ اور

تابعین موجود ہیں۔ اور خود مناکحت کرنے والے بھی مسلمان اہلِ علم ہیں۔ پھر کیا وہ آج کل کے مُلّانوں سے بھی اس قدر جاہل تھے۔ کہ لڑکیوں کو ایک دوسرے کا مہر بنانے جو عادتِ کفار تھی۔ یہ خیال غلط ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی امیہ کے ان دو بڑے شخصوں نے لڑکی کے عوض لڑکی شرط کرکے درمیان مہر مقرر کردیا تھا اس خیال سے کہ درمیان مہر مقرر ہوگیا۔ تو جاہلیت والا شغار نہ رہے گا۔ کیونکہ جاہلیت والے اکثر بلا مہر بٹہ کیا کرتے تھے۔ اس سے ان کو غلطی لگی۔ اور یہ نہ سوچا کہ اگرچہ مہر مقرر ہے لیکن جب شرط لڑکی کے بدلہ میں لڑکی نکاح دینی ہے۔ تو یہ وہی شغار بن جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت نے ہر حکم کا نیت اور اس کے مطابق عمل پر قرار رکھا ہے۔ اور معاملات میں عرف پر دارومدار ٹھہرایا ہے۔ اس طرح کے بٹہ میں نیت۔ قول۔ فعل رواج سب یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ لڑکی کے عوض لڑکی ہے۔ اس حقیقت کو حضرت معاویہ امیرالوقت نے سمجھ لیا اور حکم جاری کردیا۔ کہ یہ

وہی شغار ممنوعہ ہے اس میں تفریق کرا دی جائے چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور کسی صحابی یا تابعی نے اس پر انکار نہیں کیا۔ اور تفریق بلا طلاق کر دی گئی۔ چونکہ یہ نکاح خلاف شرع تھا۔ اس لئے طلاق کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔ اس دلیل صحیح کی رُو سے مہر بٹہ کا بھی شغار ہونا ثابت ہو گیا۔

نکاح بٹہ مروجہ پر اجمالی سکوت

علامہ ابن حزم رح محلی میں فرماتے ہیں کہ فرهذا معاوية بحضرة الصحابة لا يعرف له منهم مخالف يفسخ هذا النكاح وان ذكر فيه الصداق يقول انه الذي نهى عنه رسول الله صلعم فارتفع الاشكال جملة الحمد لله رب العلمين۔ یعنی حضرت معاویہ رض نے بموجودگی صحابہ کرام اس نکاح کو فسخ کیا ہے۔ اور انہیں سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ اگرچہ اس نکاح تبادلہ میں مہر کا ذکر بھی فریقین نے کیا۔ تب بھی حضرت معاویہ نے یہ فرمایا کہ یہ وہی شغار ممنوعہ رسول اللہ ہے پس مخالفین

کا اعتراض رفع ہو گیا۔ نیز علامہ ابن حزم مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وھذا خبر صحیح لان عبد الرحمٰن بن ھرمز ممن ادرک ایام معاویۃ وروی عن ابی ھریرۃ وغیرہ وشاھد ھذا الحکم بالمدینۃ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ عبد الرحمٰن تابعی نے حضرت معاویہ کا زمانہ پایا ہے اور ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ سے روایت کیا ہے۔ اور اس حکم معاویہ کا مدینہ میں مشاہدہ کیا ہے۔ نقل بھی صحیح ہے اس سے اجماع ثابت ہوا۔ کیونکہ بنی ہاشم اور بنی امیہ قریش کے دو مشہور قبیلے ہیں۔ ان دو قبیلوں کے دو رئیسوں کے درمیان مناکحت ہوئی ہے۔ یہ قصہ مدینہ سے شام کے دار الحکومت تک پہنچ گیا ہے۔ سب جگہ صحابہ اور تابعین کی مقدس ہستیاں موجود ہیں۔ تفریق بالاعلان ہوئی۔ پھر بھی کسی صحابی یا تابعی نے انکار نہیں کیا۔ تو اجماع سکوتی ہونے میں کیا شک رہا۔

امام بن حزم فرماتے ہیں۔ والصحابۃ یومئذ بالشام والمدینۃ اکثر عددا من الذین کانوا احیاء ایام ابن الزبیر۔ یعنی صحابہ اس زمانہ میں مدینہ اور شام میں

ابن زبیر کے زمانہ سے زیادہ زندہ تھے۔ جبکہ واقعہ زنجی پیر زمزم ہوا۔ جس سے حنفیہ اجماع ثابت کرتے ہیں۔ یہ اجماع اس اجماع سے یقینی ہے۔

بہر کیف نکاح بٹہ احادیث صحیحہ اور اجماع صحابہؓ سے حرام ثابت ہوا اس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ایک مسئلہ واضح ہو جانے پر جو لوگ اس نکاح حرام کے مرتکب ہوں گے۔ ان پر وہی احکام مرتب ہوں گے جو نکاح حرام کرنے والوں پر ہوا کرتے ہیں۔

بٹہ مروجہ کا اور بٹہ کرنے والوں کا حکم

امام ابن حزمؒ نے دلائل فریقین پر بحث کرنے کے بعد فیصلہ فرمایا ہے کہ ولا یحل نکاح الشغار سواء ذکرا فی کل ذالک صداقا لکل واحدۃ منهما او لاحدهما دون الاخری او لم یذکرا فی شیئ من ذالک صداقا کل ذالک سواء یفسخ ابدا۔ یعنی نکاح بٹہ حرام ہے۔ خواہ دونوں حق مہر کا یا دونوں سے ایک کا مہر مقرر کریں۔ یا نہ کریں یکساں ہے نکاح ہمیشہ کے لئے فسخ ہے۔

ترمذی میں ہے۔ کہ وقال بعض اہل العلم نکاح الشغار مفسوخ ولا یحل وان جعل لھما صداقا وھو قول الشافعی واحمد واسحاق کہ بعض اہل علم نے یہ کہا ہے کہ نکاح فسخ ہے حلال نہیں ہے۔ اگرچہ دونوں کا مہر مقرر کیا جائے امام شافعی اور امام احمد وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔

بٹہ کرنیوالے زوجین میں حقوقِ زوجیت بالکل ساقط ہیں

محلّی میں ہے کہ ولا نفقۃ فیہ ولا میراث ولا صداق ولا شیٔ من احکام الزوجیۃ ولا عدۃ (ج ۹ ص ۱۳ ۵)

یعنی نکاح بٹہ میں نہ تو خاوند پر عورت کا خرچ ہے۔ (نان نفقہ وغیرہ) اور نہ کسی کے مرنے پر کسی کو وراثت ملے گی۔ اور نہ دیگر حقوق زوجیت کسی کے ذمہ ہیں۔ اور نہ طلاق ہے اور نہ عدت ہے۔ کیونکہ نکاح ہی سرے سے باطل ہے۔

نکاح بٹہ کرنے والوں پر حد شرعی اور فرد جرم

رئیس المحققین امام المناظرین امام الآئمہ امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں۔ کہ نکاح بٹہ کرنے والا مرد اگرچہ جانتا ہے۔ کہ

یہ نکاح حرام ہے۔ اور اس کو اللہ کے رسول نے منع کیا ہو
اور وہ شخص کنوارا ہے۔ تو اس پر سو دُرّہ ہے۔ اور سال
بھر جلا وطنی کی سزا ہے۔ اور اگر شادی شدہ تھا تو اس کو
سنگسار کیا جائے۔ اور اس نکاح کے بعد جو اولاد ہوئی
ہے۔ وُہ ولد الزنا ہے۔ اس کو اولاد نہیں ملے گی۔ اور
اگر وہ مسئلہ سے ناواقف تھا۔ اور جاہل تھا تو پھر اس
پر حد نہیں۔ اور اولاد بھی ملے گی۔ اسی طرح عورت منکوحہ
با لشغار کا حکم ہے۔ کہ واقف کار تھی۔ تو اس پر حد پوری ہو
اور اگر جاہل تھی تو اس پر حد نہیں (محلی جلد ۹ صفحہ ۵۱۳)
بہر کیف نکاح بٹہ مروجہ حرام ہے۔ اور بالکل باطل ہے
اب مسئلہ ظاہر ہو جانے کے بعد جو بٹہ کر رہے ہیں یا کر بیٹھے
یا جنھوں نے کیا ہے وہ سب زناکار بدکار ہیں اور حد
شرعی کے مستوجب ہیں اور ان سب کی اولاد حرام کی ہے
اور جن کو اس مسئلہ کا علم نہیں تھا اور وہ اس مسئلہ سے
واقف کار نہ تھے۔ صرف مُلّاں۔ مولویوں کے دھوکہ میں آکر
انہوں نے ایسا کیا۔ تو وہ معذور ہیں۔ لیکن نکاح فسخ ہے
ان میں تفریق کر دینی چاہیئے۔ بروئے قرآن و حدیث تعالیٰ

صحابہ یہی حق ہے باقی زمانہ حاضرہ کے علماء نفسانی اور رواج پرست اور مذہبی مقلد اور نام کے اہلِ حدیث قوم پرست قیاسات فاسدہ اور تاویلات باطلہ اور اقوال کاسدہ سے کام لے کر جو اس حرام کو حلال بنا رہے ہیں۔ وہ سب باطل پر ہیں۔ نیز بٹہ مروجہ میں اس قدر مفاسد پیدا ہو گئے ہیں جو صریح طور پر مفضی الی الحرمۃ ہیں۔

نکاح بٹہ کے مفاسد

نکاح بٹہ مروجہ میں مندرجہ ذیل مفاسد اور خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ جو اہلِ علم سے مخفی نہیں ہیں۔

۱- ایک لڑکی کو کسی قصور پر سزا دی جائے۔ تو دوسری بے گناہ کو اپنی لڑکی کے رنج میں ناحق سزا دینا اور مارنا۔

۲- اگر ایک لڑکی کو کسی قصور یا گناہ کے باعث طلاق دی جائے۔ تو دوسری بے گناہ لڑکی کی بھی طلاق حاصل کرنا۔ کہ یہ ہماری لڑکی بٹہ میں تھی۔ اس کو بھی طلاق دو۔ خاوند طلاق نہ دے۔ تو جبراً طلاق لینا۔

۳- اگر ایک شخص اس کی لڑکی کو مار کر گھر سے نکال دے

تو دُوسرے کا بھی ان کی لڑکی کو گھر سے نکالنا۔

۴۔ اگر ایک لڑکی کسی غلطی کی بنا پر معلقہ بیٹھی ہے تو دُوسری کا بھی معلقہ ہو جانا۔

۵۔ اگر ایک لڑکی کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کو آزاد اور مختار نہ کرنا بلکہ جبرًا اس خاوند کے کسی رشتہ دار بھائی وغیرہ سے جبرًا نکاح کرنا۔ خواہ لڑکی کسی وجہ سے نکاح نہ کرے کیونکہ وہ اپنی لڑکی کا عوض سمجھتے ہیں اس کو چھوڑتے نہیں ہیں۔ خواہ کسی نابالغ سے نکاح کریں یا ویسے قید کیئے رکھیں۔

۶۔ ایک لڑکی نابالغہ ہو اور دُوسری بالغہ تو بالغہ والوں کا نابالغہ لڑکی والوں سے زائد روپیہ طلب کرنا۔

۷۔ اگر ایک لڑکی بہت خوبصورت اور حسینہ ہو تو اس کے عوض دو لڑکیاں طلب کرنا۔

۸۔ اگر ایک لڑکی کو اس کے میکے ملاقات کے لئے بھیجا جائے۔ تو دُوسری بھی بھیجی جاتی ہے۔ ورنہ نہیں۔

۹۔ اگر ایک پر ظلم وستم ہو رہا ہے تو اس مظلومہ کی داد رسی نہ کرنا۔ فریاد نہ سُننا۔ محض اس وجہ سے کہ ان ظالموں کی

لڑکی اپنے گھر میں ہے اس کو وہ لیجائیں گے۔

۱۰۔ اگر بٹہ والوں میں ایک لڑکی فوت ہو جائے تو وہ دوسرے شخص کو یہ کہیں گے کہ تم ہم کو کوئی اور لڑکی دو ورنہ ہم اپنی واپس لیتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا تمہارا بٹہ ہے۔ فریقین کا لڑکی کے بدلے میں لڑکی سمجھنا اور یہ کہنا کہ جیسی دینی ویسی لینی ماس کا بدلہ ماس ہے۔ دونوں جانب میں لڑائی ہو۔ تو یہ کہنا کہ ہماری بسیگی۔ تو تمہاری بھی بسیگی اگر ہماری چھوٹی تو تمہاری بھی چھوٹے گی۔ ان سب امور سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ شغار ممنوعہ ہے (تلك عشرة كاملة) اگر اور دلائل نہ ہوں۔ صرف یہی مفاسد ہوں تب بھی بٹہ کا نکاح حرام ہے۔ کیونکہ محدثین نے احادیث پر غور فرما کر یہ قاعدہ تجویز کیا ہے۔ کہ کل امر یتذرع به الی محظور فهو محظور (مشکوٰۃ) کہ ہر کام جو وسیلہ کیا جاوے اس کو طرف حرام کے وہ حرام ہے اسی طرح یہ قاعدہ کہ کل ما یجر الی الحرام فهو حرام بھی مشہور ہے کہ جو چیز حرام کی طرف کھینچے وہ حرام ہے۔ بعض علماء ان قاعدوں کی بنا پر بٹہ کے مفاسد پر غور کرتے ہوئے اس کی

حُرمت کے قائل ہو گئے ہیں۔

دیگیا یہ کہ نکاح بٹہ مرّوجہ کے حرام ہونے پر علماء کرام کے بہت سے فتوے ہیں۔ ان میں سے چند فتووں کا خلاصہ یہاں درج ہے۔

(۱) مولانا روپڑی کا فتویٰ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے رواج کو مٹایا تھا۔ اور جاہلیت کا رواج لڑکی بدلے لڑکی تھی۔ جب مہر کی صورت میں بھی لڑکی بدلے لڑکی ہوئی۔ تو یہ بھی وہی جاہلیت والا شغار ہوا۔ پس آجکل کا مروجہ بٹہ کسی صورت جائز نہیں۔ جس کی حرمت میں کوئی شبہ نہیں۔

انتہی ملخصا (رسالہ نکاح بٹہ)

(۲) مولانا اسمٰعیل صاحب گوجرانوالہ کا فتویٰ

اصل وجہ حُرمت شرط من الطرفین ہے۔ وہ مہر کے وجود عدم دونوں میں موجود ہے۔ اس لئے نکاح شغار یعنی ایک نکاح جب دُوسرے کے لئے شرط ہو۔ تو صحیح اور درست

نہ ہوگا۔ (زاد المعاد) (رسالہ نکاح بٹہ)

(۳) مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بہاؤ والی ضلع لاہور کا فتویٰ

میرے فہم ناقص میں شغار قطعی طور پر منع ہے۔ حدیث لاشغار میں بھی کوئی مہر وغیرہ کا تقیید نہیں ہے۔

(۴) مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی کا فتویٰ

سوال ۱۹۶ - ہمارے ہاں اکثر نکاح تبادلہ میں ہوتے ہیں جسے بٹہ کہتے ہیں۔ یعنی تم رشتہ ہمیں دو ہم تمہیں دینگے بعض کہتے ہیں کہ نکاح جائز نہیں۔ شریعت کا کیا حکم ہے۔

جواب ۱۹۶ - اس قسم کا نکاح اصطلاح شرع میں نکاح شغار کہلاتا ہے۔ یہ شرعاً ناجائز ہے (محمد یونس)

حضور صلعم نے خصوصیت سے اس کی مخالفت فرمائی ہے۔ (اخبار اہلحدیث ۲ ربیع الثانی ۶۹ھ)

سوال ۱۰۴ - جب نکاح بٹہ منع ہے تو پھر مولوی لوگ کیوں پڑھاتے ہیں کیا اس کا گناہ ان کو ہوگا؟

جواب ۱۰۴ - یقیناً ہوگا - حرام بہرحال حرام ہی ہے۔

کسی مولوی کے کہنے یا کرنے سے حرام حلال نہیں ہوسکتا
(اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۲۸ شوال ۱۳۴۹ھ)
انہی چند فتوؤں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ورنہ حرمت
شغار پر علماء کے فتوے بہت ہیں۔ ہم نے اختصار کام
کو مدنظر رکھتے ہوئے مسئلہ شغار کی اس قدر تشریح اور
مدلل طور پر حرمت بیان کردی ہے۔ جو انصاف پسند
اور عقلمند لوگوں کے لئے کافی ہے۔ وما علینا الا البلاغ
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

نکاح شغار مروجہ کے متعلق علماء حرمین

مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ و مصر کا فتویٰ

حضرات! ملک پنجاب کے مسلمانوں میں نکاح بٹہ کا بہت
رواج ہے حتیٰ کہ بعض قومیں بغیر بٹہ کے ایک دوسرے
کو لڑکی کا نکاح ہی نہیں دیتیں اور بعض لوگ بڑی چھوٹی
لڑکی کے تبادلہ میں کچھ زائد رقم بھی لے لیتے ہیں۔ اور اگر
کوئی شخص بغیر بٹہ کے نکاح لڑکی کا کرنا بھی چاہے تو اس کے

معاوضہ میں دو تین ہزار روپیہ لیتا ہے۔ اور اگر لڑکی کا تبادلہ ہو جائے تو پھر برائے نام تیس چالیس روپیہ مہر باندھ کر نکاح کیا جاتا ہے۔ جس کے دینے لینے کا عام رواج نہیں ہے۔ ہاں اگر تبادلہ نہ ہو تو پھر نکاح کے عوض روپیہ پہلے وصول کر لیا جاتا ہے۔ بہر حال یہ نکاح بٹہ عام طور پر رائج ہے جس کے مفاسد سے عام وخاص واقف ہو چکے ہیں۔ با ایں ہمہ ایسی قوموں کے نام نہاد علماء جو عبدالدینار والدرہم ہیں یا نام نہاد مفتی جو مسئلہ شغار کی حقیقت سے ناواقف وہ اس تبادلہ کو جائز کہتے ہیں۔ بلکہ اس کو ایک دوسرے پر احسان تصور کر کے کار ثواب جانتے ہیں۔ چنانچہ قوم اُود کے اہلِ شغار ملّا مولویوں نے باہم مشورہ کر کے منڈی جمعاشیہ میں ایک جلسہ کیا جس میں اُنہوں نے قوم اُود کو نکاح بٹہ کرنے کی گمراہ کن اور غلط ترغیب دی۔ علاوہ ازیں ریاست بہاولپور میں اہل حدیثوں اور حنفیوں کے مابین مسئلہ شغار کے متعلق بڑا نزع جاری ہے جس کا مقدمہ بھی عدالت میں چل رہا ہے۔ بنا بریں بعض علماء پنجاب نے امسال جبکہ وہ فریضہ حج ادا کرنے کی غرض سے مکہ شریف میں پہنچے تو وہاں کے

مفتیان کرام سے اور مسجد نبوی کی عبادت کا شرف حاصل کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں کے مفتیان عظام سے مسئلہ شغار کے متعلق استفتار پیش کر کے فتوی حاصل کیا جو بعینہٖ مع ترجمہ درج ذیل ہے۔ راقم الحروف بھی چونکہ فریضۂ حج ادا کرنے کی غرض سے ان علماء کرام کا رفیق سفر تھا اس لئے ان سے اس فتوے کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ جس کو آج ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

اب انصاف پسند مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس پر غور فرما کر عمل درآمد کرنے کی کوشش کریں۔

استفتار

صاحب الفضیلة ساداة العلماء ادام اللہ بقائکم

بعد اهداء التحیة المسنونة . . . . اما بعد فما قولکم دام فضلکم فی رجل یزوج ابنته لابن رجل آخر علی شرط ان یزوجه الآخر ابنته لابن ذالك الرجل ویعلقان النکاح علی هذه الشرط الا انهما یجعلان الصداق

فی الآخر مع الشرط المتقدم وهذا الصداق المقرر یکون اقل القلیل اذا رؤیت امثلیة مراعاة منهما فی ذالك الشرط المعقود علیه النکاح من هذا الشرط جائز عند الشریعة وهل هذا النکاح هو الشغار المنهی عنه فی الشریعة فاذا لم یکن لانه جعل غیر الصداق فما جوابکم عن حدیث معاویة رضی الله عنه الوارد فی سنن ابی داؤد انه فسخ النکاح المشروط بهذا الشرط مع کون الصداق حاصلا افتونا ولکم الاجر والثواب ولیاری برعاکم

السائل علی محمد صمصام لیلپوری

لای المطون محمود ناصر جیاد

اس سوال کا ترجمہ یہ ہے

صاحب فضیلت علماء کرام۔ بعد تحیہ مسنونہ کے عرض یہ ہے کہ آپ حضرات کا اس شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے جو اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے شخص کے بیٹے کو اس شرط پر دیتا ہے کہ وہ اس کے بیٹے کو اس شرط پر دیتا ہے کہ وہ اس کے بیٹے کو اپنی بیٹی کا نکاح دیدے اور وہ اس نکاح کو اس شرط پر معلق کرتے ہیں۔ لیکن باوجود

اس شرط کے وہ اس نکاح میں مہر مقرر کرتے ہیں اور یہ مہر مقررہ بہت کم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نکاح میں ان دونوں کو اس شرط بٹے کی رعایت مدنظر ہوتی ہے۔ تو کیا یہ شرط جس کی بنا پر نکاح کیا گیا ہے۔ شریعت میں جائز ہے؟ اور کیا یہ وہی شغار ہے جس سے شریعت میں منع کیا گیا؟ پس اگر یہ وہ شغار نہیں ہے کیونکہ اس میں مہر مقرر کیا گیا ہے تو پھر آپ حضرات کا حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا جواب ہے۔ جو سنن ابو داؤد میں وارد ہے کہ حضرت معاویہ نے اس مشروط بالتبادلہ نکاح کو باوجود مہر ہونے کے فسخ کر دیا تھا۔

آپ حضرات اس بارے میں ہم کو فتویٰ عنایت فرما کر اجر و ثواب حاصل کریں۔

(سائل علی محمد صمصام لائلپوری نزیل بر مکان محمود باجبر معاون محلہ جیاد (مکہ معظمہ)

الجواب

ھذا النکاح ھو الشغار الذی کان یجری فی جاھلیۃ

وجاء فی الحدیث النھی و اما ذکر الصداق الذی براد به الاحتیال علی تحلیل ما حرام - افلا یفید وفی الحدیث انما الاعمال بالنیات، ولذلک نظر معاویه رضی الله عنه الی المقصود فابطل ھذا النکاح ابطالا للحیلة فی تحلیله - والله اعلم -

محمد عبد الرزاق حمزہ مدرس بالحرم المکی الشریف بمکه المکرمة - تشائخ مہر محمد عبد الرزاق

اشهد انه ما قاله فضیلة الشیخ محمد عبد الرزاق حق انا عبد المهلس ابو السمح امام المسجد الحرام المکة المکرمه

لائق مجیب کا جواب صحیح ہے ابوسعید عبد اللہ کھتوی مدرس مسجد الحرام و مدرس مدرسہ دار الحدیث مکہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

مفتیان حرم مکہ کے فتویٰ مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے

جواب

یہ نکاح وہی شغار ہے جو جاہلیت میں رائج تھا جسکی بابت حدیث میں مخالفت آئی ہے اور اس میں جو مہر کا

ذکر ہے یہ حرام کو حلال کرنے کا حیلہ ہے جو کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے (نیت لڑکی عوض لڑکی ہے) اس واسطے حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقصود پر نظر فرمائی اور اس نکاح بٹہ کو باطل کر دیا۔ کیونکہ مہر کے ذریعہ یہ حرام کو حلال کرنے کا حیلہ تھا۔

(دستخط محمد عبد الرزاق حمزہ مدرس حرم مکی مکہ مکرمہ) نشان مہر میں گواہی دیتا ہوں کہ فضیلت مآب شیخ عبد الرزاق نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے۔

ابو السمح عبد المہیمن امام مسجد حرام
(مکہ مکرمہ)

(مفتیان مسجد نبوی مدینہ منورہ کا فتویٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصورۃ التی ذکرہا السائل ھی نکاح الشغار الذی نھی عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعل شئ من المال حیلۃ لا یبیح ذالک لان الحیل لا تستباح بھا المحرمات

واللہ اعلم۔

(امام المسجد النبوی عبد العزیز بن صالح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقول ان ما ذکرہ الشیخ عبد العزیز امام المسجد النبوی بالمدینۃ المنورۃ والعضو الثانی بالمحکمۃ الکبری بالمدینۃ وما ذکرہ الشیخ عبد المھیمن امام مسجد الحرام ھو الحق بعینہ الذی لا غبار علیہ ولا یزیغ عنہ الا المالک المخالف سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جھارا او ہو جاھل فی الصدق ان حیلۃ علی اللہ فی تحلیل ما حرم علی لسان رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ولی التوفیق۔

کتبہ عبد الرحمٰن الافریقی المدرس بالحرم النبوی بالمدینۃ المنورۃ وشیخ الحدیث بمدرسۃ دار الحدیث بالمدینۃ المنورۃ

نشان مہر | مدرسہ دار الحدیث بالمدینۃ المنورۃ

ما ذکرہ العلماء من الاجوبۃ فی مسئلۃ الشغار فہو حقیق حق وھو المعمول بہ فی السنۃ۔

نشان مہر محمد احمد مکتبہ المدارس بالمسجد النبوی

محمد احمد مکی

علماء مدینہ کے فتوے کا ترجمہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو صورت سائل نے ذکر کی ہے یہ وہی شغار ہے جس سے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس میں مالی مہر مقرر کرنے کا حیلہ اس حرام کو حلال نہیں کر سکتا کیونکہ حیلوں سے اللہ رسول کی حرام کردہ چیزیں حلال نہیں ہو سکتیں۔

(دستخط امام مسجد نبوی عبدالعزیز بن صالح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں کہتا ہوں کہ جو کچھ شیخ عبدالعزیز امام مسجد نبوی مدینہ منورہ اور رکن ثانی محکمہ کبریٰ مدینہ منورہ نے فرمایا ہے جو شیخ عبدالمھیمن امام مسجد الحرام مکہ مکرمہ نے ذکر کیا ہے اور جو کچھ شیخ عبدالرزاق حمزہ مدرس مسجد حرام نے فرمایا ہے وہ بعینہ ایسا حق ہے جس پر کوئی غبار نہیں ہے۔ اور اس سے کوئی شخص گمراہ نہیں ہوسکتا مگر وہی ہلاک ہونے والا جو حدیث نبوی کا صاف

مخالف ہے۔ اس نکاح میں مہر مقرر کرنا اس حرام کو حلال کرنے کا حیلہ ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر حرام کیا گیا ہے۔

دستخط شیخ الحدیث۔ عبدالرحمٰن افریقی مدرس مدرسہ دارالحدیث مدینہ المنورہ۔ نشان مہر مدرسہ دارالحدیث مدینہ منورہ

جو کچھ علماء کرام نے مسئلہ شغار کے متعلق جوابات لکھے ہیں۔ وہ یقینا حق ہیں اور حدیث کی رو سے معمول بہ ہیں۔

دستخط محمد احمد تکینہ مدرس مسجد نبوی نشان مہر محمد احمد تکینی

مولانا محمد علی صاحب لکھوی شیخ الحدیث مقیم مدینہ منورہ کا فتویٰ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ فلا یخفی علی ولاۃ الامور واھل العلم والخیر ان نکاح الشغار منھی عنہ بحدیث صحیح عن النبی المصطفی المختار لا مجال فیہ لریب ولا انکار وذکر الصداق لا عبرۃ لہ لان مدار الاحکام علی العلۃ کما ھو مقرر فی اصول الفقہ الحنفیۃ ومدار عدم جواز الشغار ھو الشرط المعلوم فاذا وجدت العلۃ فالحکم موجود فذکر الصداق ملغی

لان عظمة الحکم موجود وعبارت بعض الفقہا فی کتب السفقہ موہمة ابی الجواز من قلة الفہم فی حقیقة الامر والمقصود منہا الجواز عند تعیین الصداق وعدم الشرط المعلوم المفسد والا فکیف یمکن من اہل الحق واہل السنة خلاف حدیث النبی المصطفیٰ المختار - واللہ اعلم

حررہ محمد علی لکھنوی السلفی المدرس بالمسجد النبوی من المدینة المنورة - المرقوم فی ۱۲/۲۵ سنہ ۱۳۷۰ھ

مولانا محمد علی صاحب شیخ الحدیث مدنی کے فتویٰ عربی اردو کا ترجمہ یہ ہے

تمام تعریف اللہ تعالیٰ اکیلے کے لئے خاص ہے اور درود اور سلام اس نبی پر ہیں جس کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد حکام اور اہلِ علم حضرات پر یہ مخفی نہ رہے کہ نکاح بٹہ بروے جناب نبی مصطفےٰ مختار صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے ممنوع ہے جس میں شک اور انکار کرنے کی کسی کو مجال نہیں ہے اور اس بٹہ میں مہر کے ذکر کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ احکام شرعیہ کا مدار علت پر ہے جیسا کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے شغار

کے عدم جواز کا مدار اس شرط معلوم پر ہے پس جس وقت و علت (شرط معلوم) پائی گئی تو حکم ممانعت کا موجود ہوگا لہذا ذکر مہر کا لغو ہے کیونکہ حکم کی علت (شرط فریقین) موجود ہے بعض فقہاء کی عبارتیں جو کتب فقہ میں درج ہیں وہ جواز شغار کا وہم ڈالتی ہیں جو حقیقت میں قلت فہم پر مبنی ہیں مقصود ان سے وہ جواز ہے جو مہر مقرر کرنے اور شرط معلوم مفسد کے نہ ہونے پر مبنی ہے ورنہ اہل حق اور اہل سنت کے متعلق یہ کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حدیث نبی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلاف کیا ہے۔

(واللہ اعلم)

دستخط حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب۔
لکھنوی مدنی ادام اللہ فیوضہ

(حررہ محمد علی لکھنوی سلفی مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ)

دفع دخل مقدر

بعض مخالفین عوام الناس کو یہ شبہ میں ڈال دیا کرتے ہیں کہ یہ فتویٰ جعلی ہوگا علماء حرمین کا لکھا ہوا نہیں

ہے۔ اس کا دفعیہ ہم اس طرح کرتے ہیں کہ ہمارے پاس
ان علماء کرام حرمین شریفین کا اصل فتویٰ قلمی ان کے
ہاتھ مبارک کا لکھا ہوا مہر زدہ موجود اور محفوظ ہے جو
صاحب چاہیں دفتر غرباء اہلحدیث منٹگمری میں حاضر ہوکر
ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ دیگر یہ کہ اس فتوے کی صحت پر ایک
عینی شہادت بھی موجود ہے جس کے معتبر ہونے سے
کوئی منصف اہلحدیث بلکہ حنفی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ چنانچہ
یہ فتویٰ حکیم مولوی عبدالمجید صاحب سوہدری (جو کہ امسال
حرمین شریفین کی زیارت کے لئے مکہ و مدینہ میں تشریف
لے گئے تھے) کی موجودگی میں حاصل کیا گیا تھا جس کو
آپ نے ملاحظہ فرماکر مندرجہ ذیل الفاظ سے تصدیق فرمائی
ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ جواب بیت اللہ میں میرے
سامنے لکھا گیا ہے جو صحیح ہے۔

حررہ عبدالمجید خادم مدیر جریدہ اہل حدیث سوہدرہ $\frac{15}{5}$/۱/۲

ان علماء دین و مفتیان شرع متین کے فتووں کا اصل
مقصد یہ ہے کہ حدیثوں میں جو شغار یعنی نکاح بٹہ کی ممانعت
آئی اس کی تعریف جاہل سنت اور علماء و فقہاء نے ذکر کی

ہے ۔ اور کتب حدیث میں بھی مذکور ہے اس میں ایک دُوسرے کو لڑکی عوض لڑکی دینے کی شرط ذکر کی گئی ہے۔ بعض میں عدم صداق کا ذکر ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ لیکن شرط کا ذکر ہر جگہ موجود ہے اس واسطے علماء اہلِ حق نے شغار کی دو صورتیں ذکر کی ہیں اور دونوں کو شغار کی قسمیں قرار دے کر حرام ٹھہرایا ہے ۔ چنانچہ علامہ ابن حزم رئیس المحققین نے اس کی خوب تفصیل کی ہے۔ علماء مجوزین شغار صرف ایک قسم کا ذکر کرتے ہیں ۔ اور دُوسری قسم کو نظر انداز کر کے شغار سے خارج کرتے ہیں۔ حالانکہ مآل دونوں کا ایک ہے ملاحظہ ہو محلی ابن حزم ج

دیگر یہ ہے کہ صحیفہ اہلحدیث مطبوعہ یکم رمضان ۱۳۷۳ھ میں مسئلہ شغار کے متعلق ایک مضمون میرے ایک خط کے جواب میں مولانا عبد الجلیل صاحب سامرودی مدظلہ نے شائع فرمایا ہے ۔ جس سے قوم اوڈ کے اہلِ شغار ملاّ مولویوں نے اپنی قوم کو وہ صحیفہ سُنا کر یہ دھوکہ دیا ہے کہ اُنہوں نے اس بٹہ مروجہ کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مولانا محدث سامرودی نے بھی نکاح

شغار کی دو قسمیں ذکر کی ہیں ایک قسم شرط کی ذکر کی ہے۔
جس کی حرمت کو تسلیم کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے "اگر ہر دو
جانب سے اشتراط عقد ہے تو یہ بٹہ درست نہیں۔
بالاتفاق اور اگر یہ اشتراط نہیں مگر پھر اڑا دیا گیا۔
طرفین سے تو یہ بھی جائز نہیں حرام ہے۔ البتہ ہر دو جانب
سے عقد مشروط نہیں۔ ہر دو جانب سے پھر بھی شرعی
طریقہ سے تقرریں آیا ہو اور کوئی نفسانیت کو اس میں
دخل نہیں اس کے درست اور جواز میں کون سی چیز
مانع ہے"

(پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی مطبوعہ یکم رمضان ۹۳ھ)

علاوہ ازیں میری ملاقات مولانا سامرودی مدظلہ سے
مسجد نبوی میں ہوئی اسوقت میرے ساتھ قوم اوڈ کا قافلہ
حجاج بھی تھا جن کے نام یہ ہیں۔

علی ولد پیرو۔ کلو ولد نوگا۔ عبدالرحمن ولد چندہ۔ ولی محمد
عرف کاگا ولد شرف الدین۔ کالو ولد گھنڈر اسمٰعیل ولد سلیمان
وغیرہ۔ ان حجاج اوڈوں میں سے مسمی عبدالرحمن ولد چندہ نے
مولانا سامرودی سے دریافت کیا کہ آپ نے صحیفہ میں بٹہ

کے متعلق جو مضمون درج کیا ہے اس کو ہماری قوم کے بعض مولویوں نے جلسہ میں پڑھ کر سُنایا ہے اور یہ اعلان کیا ہے کہ مولانا محدث سامرودی نے اس نکاح بٹہ کو جائز کہا ہے کیا یہ بات صحیح ہے تو مولانا سامرودی نے جواب میں یہ فرمایا کہ یہ بات غلط ہے اور ان مولویوں نے میری تحریر سے دھوکہ دیا ہے میں نے نکاح بٹہ مروجہ کو اس مضمون میں ناجائز لکھا ہے کہ شرط سے جو بٹہ کیا جاتا ہے وہ منع ہے۔ لہذا قوم اوڈ کے مسلمانوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اہلِ شغار ملّا مولویوں کی بات سے دھوکہ نہ کھائیں۔ مولانا سامرودی اوڈوں کے بٹہ مروجہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کا قلمی فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ جس میں اُنہوں نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے آخر میں یہ لکھا ہے :۔

" قوم اوڈ یا جس قوم پر مقصود بالذات فرج کا لینا اور فرج کا دینا اور اس پر مدار نکاح ہو اور مہر کالعدم یا برائے نام ہو وہ بھی دینے کی نیت نہ ہو تو یہ بھی وہی شغار منہی عنہ ہے اور جس قوم میں

یہ باتیں نہ ہوں اور ایک دُوسرے کی لڑکی آپس میں لین دین اور مہر شرعی نکتہ نظر سے مقرر کیا جائے اور کسی قسم کی بیجا شرائط نہ ہو عورتیں اپنے مہر سے مستفید ہوتی ہوں تو یہ نکاح۔ نکاح شغار نہیں کہلا سکتا۔

شرعاً (فتویٰ قلمی آخری صفحہ)

جب مولانا سامرودی صاحب کی مطبوعہ تحریر اور قلمی عبارت اور زبانی شہادت سے یہ صاف ثابت ہوا کہ وہ اوڈوں کے نکاح بٹہ مروجہ کو حرام جانتے ہیں تو قوم اوڈ کے اہل شغار مُلّا مولویوں کا اپنی قوم میں یہ اعلان کرنا کہ مولانا عبدالجلیل سامرودی بٹہ مروجہ کو جائز کہتے ہیں سراسر باطل اور محض دھوکہ ہے۔ قوم اوڈ کو ان مُلّا مولویوں کی اس دھوکہ دہی اور شر سے بچنا واجب ہے۔

دیگر یہ عرض ہے کہ راقم الحروف نے نکاح بٹہ مروجہ کی حُرمت پر ایک مختصر سا رسالہ لکھا ہے جس کا نام " فیصلہ سید الابرار حُرمتِ نکاح شغار" ہے اس میں اس مسئلہ کی حقیقت اور حُرمت خوب

بیان کی گئی ہے۔ اور آخر میں انعامی اشتہار بھی دیا گیا ہے۔ پس اگر قوم اوڈ کے ملا مولویوں کے پاس اس بٹہ مروجہ کی علت کا ثبوت موجود ہے تو ان کو چاہیئے کہ اجلاس عام میں اس کو ہمارے سامنے پیش کرکے یک صد روپیہ انعام حاصل کریں +

اگر آپ پریشان ہیں، بے روزگار ہیں یا بیمار ہیں کسی مصیبت میں مبتلا ہیں، حاکم آپ سے ناراض ہے، بیوی ناراض ہے، شوہر ناراض ہے، غرض کسی بھی جائز مقصد کے لئے آپ کو تعویذ درکار ہو تو آپ مندرجہ ذیل پتہ پر تشریف لائیے انشاء اللہ آپ کو کتاب وسنت سے مستند اور صحیح قرآنی تعویذ دیا جائے گا۔

پتہ

مدرسہ دارالسلام۔ محمدی مسجد آرٹلری میدان

بنس روڈ۔ کراچی ۱

نوٹ:۔ بذریعہ ڈاک بھی تعویذ بھیجا جاتا ہے خرچ کیلئے آٹھ آنے کے ٹکٹ آنے ضروری ہیں

غنیۃ الطالبین مترجم

مع فتوح الغیب عربی اردو کا دوسرا ایڈیشن

الحمدللہ چھپ کر مارکیٹ میں آگیا ہے

یہ محبوب سبحانی عامل روحانی حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی قابل قدر شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ یہ کتاب صرف اردو میں ملتی تھی۔ مگر ہم نے احباب کے اصرار اور خواہش پر اس کو عربی اردو میں طبع کرایا ہے اور پیر صاحب کی دوسری کتاب فتوح الغیب عربی اردو بھی ہم نے ساتھ ہی چھپوالی ہے۔ عربی کی تمام عبارات پر زبر۔ زیر۔ پیش۔ جزم۔ تشدید۔ مد وغیرہ سب لگے ہوئے ہیں ملک کے مشہور عالم اسم اعظم حضرت مولانا ہاشمی صاحب نے اسکی صحت فرمائی ہے ایک کالم میں عربی دوسرے کالم میں اردو ہے۔ دو جلدوں میں کامل مجلد قیمت فی جلد بارہ روپے۔ کامل چوبیس روپے۔ آج ہی پتہ ذیل سے طلب فرمائیے۔

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ شعیب حدیث منزل۔ کراچی ۱

فون نمبر 36686